احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

جمعرات ۱ | 13-فروری 1997ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون 213029
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد 47-82 نمبر 33 | جمعرات 5 شوال - 1417ھ 13 تبلیغ 1376ھش 13 فروری 1997ء

ہر قسم کی راحت اللہ کے فضل سے حاصل ہوتی ہے

یقیناً سمجھو کہ زمین و آسمان کا خالق ایک خدا ہے۔ وہی خدا ہے جس کے قبضہ قدرت میں زندگی اور موت ہے۔ کوئی شخص دنیا میں کسی قسم کی راحت اور کوئی نعمت حاصل نہیں کر سکتا مگر اسی کے فضل و کرم سے۔ ایک پتا بھی اس کے فضل کے بغیر ہرا نہیں رہ سکتا اس لئے ہر وقت اسی سے سچا تعلق پیدا کرے۔ اور اس کی رضاجوئی کی راہوں پر مضبوط قدم رکھے۔ اگر وہ اس بات کی پابندی کرے گا تو یقیناً اسے کوئی غم نہیں ہے۔ ہر قسم کی راحت، صحت، عمر، دولت یہ سب اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں ہے جب انسان کا وجود ایسا نافع اور سود مند ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرتا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

جو لوگ انتقام، غضب یا نکاح کو ہر حال میں برا مانتے ہیں، وہ بھی صحیفہ قدرت کے مخالف ہیں اور قویٰ انسانی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ سچا مذہب وہوی ہے جو انسانی قویٰ کا مزی ہو، نہ کہ ان کا استیصال کرے۔ رجولیت یا غضب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے فطرت انسانی میں رکھے گئے ہیں۔ ان کو چھوڑنا خدا کا مقابلہ کرنا ہے۔ جیسے تارک الدنیا ہونا یا راہب بن جانا۔ یہ تمام امور حق العباد کو تلف کرنے والے ہیں۔ اگر یہ امر ایسا ہی ہوتا، تو گویا اس خدا پر اعتراض ہے جس نے یہ قویٰ ہم میں پیدا کئے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 21)

جو دعائیں دل سے اٹھتی ہیں وہ ضرور ہی قبول ہوتی ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

پس دعا کا بیج بھی اپنے اگنے کے لئے دل کی ایسی ہی زمین چاہتا ہے جسے نرم اور گداز کر دیا گیا ہو جو ایسی کیفیت میں ہو کہ اگر کوئی دوسرا اس کو دیکھے تو اس پر پیار آئے اور اس دل پر لوٹنے کو دل چاہئے۔ ایسی کیفیت میں جو دعائیں دل سے اٹھتی ہیں وہ ضرور ہی مقبول ہوتی ہیں اور بسا اوقات ایسے دل سے اٹھنے والی دعا اٹھتے وقت انسان کو یہ خبر دے جاتی ہے کہ میں عرش الٰہی پر پہنچنے سے پہلے نہیں رکوں گی اور لازماً بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوں گی۔ وہ ایک عجیب کیفیت ہے جو صاحب تجربہ کو معلوم ہوتی ہے جس کی کیفیت کو دوسرے تک جسے تجربہ نہ ہو بیان کے ذریعہ پہنچایا نہیں جا سکتا لیکن میں جانتا ہوں کہ اکثر احمدی کسی نہ کسی وقت ضرور ان تجارب سے گزرتے ہیں۔ پس انبیاء کے الفاظ میں دعائیں کرنا دل کے اندر وہ نرمی اور گداز کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے کہ جس میں پھر دعا کا بیج بویا جاتا ہے اور ایک شجرہ طیبہ بن کر اگتا ہے، جس کی شاخیں آسمان تک پہنچتی ہیں اور ان شاخوں کو (کلام الٰہی) بیان فرماتا ہے کہ ضرور پھل لگتا ہے اور ہر موسم میں پھل لگتا ہے۔ یہ دعا کا شجر ایسا ہے جو کلمہ طیبہ کی صورت میں دل میں پیوست ہوا اور پھر آسمان تک اس کی شاخیں بلند ہوں تو اسے کسی بہار کی انتظار نہیں ہوتی وہ خود اپنی ذات میں بہار کا منظر پیش کرنے والا ایک دائم، ایک سدا ابہار ایسا درخت بن جاتا ہے جسے پھل لگتے ہی رہتے ہیں۔ پس (کلام الٰہی) نے ایسے درخت کا نقشہ کھینچتے ہوئے یہی فرمایا کہ (-) ہر حالت، ہر موقعہ پر، ہر کیفیت میں اس کو خدا تعالیٰ کے فضل سے پھل عطا ہوتے رہتے ہیں اور وہ کبھی بھی پھولوں سے محروم نہیں رہتا۔

پس یہ انبیاء کی وہ دعائیں ہیں جو ایسے دلوں سے نکلی تھیں جو دل دعاؤں کو قبول کرنے کے لئے انتہائی درجے پر تیار ہو چکے تھے اور جس کیفیت میں وہ دعائیں دل سے اٹھی تھیں ان کیفیتوں کا ایک اثر پیچھے چھوڑ گئی ہیں اور وہ الفاظ ایسے ہیں جو زمانے کے ساتھ کبھی مر نہیں سکتے۔ وہ کیفیتیں ایسی ہیں جو ان الفاظ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو چکی ہیں۔ پس اگر آپ غور کر کے انبیاء کے الفاظ میں دعائیں کریں (-) آپ کی دعاؤں کو بہت بڑی عظمت ملے گی اور پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ (جن پر تو نے انعام فرمایا) کون لوگ تھے؟ تو اگرچہ آپ خدا کے حضور اپنے وجود کو کلیتہً خالی کر چکے ہوں گے لیکن ایک اور حمد آپ کو عطا ہو گی جو آسمان سے عطا ہو گی اور ان آسمانی وجودوں کی معرفت آپ کو عطا ہو گی۔

(از خطبہ 29 مارچ 1991ء)

○○○

○ تحریک جدید کے مطالبات میں سے ایک اہم مطالبہ سادہ زندگی کا ہے اس ضمن میں حضرت امام جماعت الثانی نے فرمایا۔

"جب تک ہماری جماعت اپنے اخراجات پر پابندی عائد نہیں کر لیتی.... اس وقت تک ہم دین کے لئے قربانی کر کس طرح سکتے ہیں" دین کے لئے مالی قربانی کی اہلیت بڑھانا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ اس لئے سادہ زندگی اختیار کر کے زیادہ سے زیادہ بچت عمل میں لائیں اور تحریک جدید کے مالی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

درخواست دعا

○ مکرم چوہدری محمد حسین صاحب سابق خادم بیت المبارک ربوہ گذشتہ چند دنوں سے بہت علیل ہیں فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں اور نیم بے ہوشی کی کیفیت ہے۔ موصوف کی صحت کاملہ وعاجلہ و درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم محمد لطیف خان صاحب (ابن مولانا محمد امین خان مجاہد روس) محلہ واٹر ورکس سیالکوٹ شہر کی بیٹی عزیزہ سارہ لطیف صاحبہ انتڑیوں کی انتہائی تکلیف دہ مرض میں مبتلا ہے۔ اور گذشتہ ایک ماہ سے بیمار ہے احباب سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم ماسٹر مسعود احمد صاحب ابن محترم ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب مورخہ 6- فروری 1997ء کو ایک حادثہ میں بعمر 64 سال وفات پا گئے۔ اگلے روز بعد جمعہ محترمہ مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے جنازہ پڑھایا اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم ڈاکٹر ظہیر احمد صاحب نے دعا کروائی۔ موصوف کو ایک لمبا عرصہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور استاد خدمت کی توفیق ملی۔

احباب ان کی بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل ملنے کے لئے دعا کریں۔

○ مکرم محمد یونس خالد صاحب مربی سلسلہ ماڈل ٹاؤن لاہور کے والد مکرم خوشی محمد صاحب ریٹائرڈ میٹ بلدیہ ربوہ 15 جنوری 1997ء کو جناح ہسپتال لاہور میں بعمر 80 سال وفات پا گئے۔ اسی روز بیت النور ماڈل ٹاؤن لاہور میں مکرم حنیف احمد محمود صاحب مربی انچارج لاہور نے جنازہ پڑھایا۔ موصی ہونے کی وجہ سے میت ربوہ لائی گئی۔ جہاں 16 جنوری کو بیت المبارک میں محترم مبارک مصلح الدین صاحب وکیل المال نے جنازہ پڑھایا بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کروائی۔ موصوف کی 1/9 حصہ کی وصیت تھی۔ آپ بڑے دعا گو اور فدائی احمدی تھے۔

تمام احباب کی خدمت مین بلندی درجات کی درخواست ہے۔

○○○

ہر شئے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

13- تبلیغ 1376 ہش 13 - فروری 1997ء

درخت لگائیں - پودے اگائیں

انسان نے جب اس دنیا پر قدم رکھا تو یقیناً اسی وقت یا اس کے کچھ عرصہ بعد اس نے اپنے ماحول میں درخت دیکھے۔ یہ اس نے ارادی طور پر نہیں اگائے تھے لیکن انہیں دیکھ کر اسے یقیناً خیال آیا ہو گا کہ ارادی طور پر بھی درخت اگائے جاسکتے ہیں اور اسے اگانے چاہئیں۔ چنانچہ درختوں کی افادیت کے پیش نظر اس نے درختوں کی تعداد بڑھانی شروع کی اور یہ درخت اسے اچھے بھی لگے اور انہوں نے اس کی ضروریات بھی پوری کیں۔ سب سے پہلی ضرورت تو سایہ اور آگ کا مہیا کرنا تھا۔ چنانچہ درختوں نے اسے سایہ بھی مہیا کیا اور آگ جلانے کے لئے اسے ایندھن بھی مہیا کیا۔ اس کے علاوہ جوں جوں وقت آگے بڑھتا گیا اس کی ضروریات بڑھتی گئیں اور ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اس نے درختوں کو استعمال کیا اور جہاں تک درختوں کی خوبصورتی کا تعلق ہے اس خوب صورتی نے اسے اس حد تک متاثر کیا کہ اس نے درختوں کو خوب صورت رنگ میں اگانے کا تہیہ کر لیا۔ چنانچہ ہم سنتے ہیں کہ ایک زمانے میں ہینگنگ گارڈنز یعنی لٹکتے ہوئے باغ بھی بنائے گئے۔ یہ خوب صورتی ہی کا احساس تھا کہ انسان نے کوشش کر کے درختوں کو اس طرح اگایا کہ وہ باغ کی صورت اختیار کر گئے اور ان کو یہ رنگ دیا کہ زیادہ خوب صورتی کے لئے لٹکتے ہوئے باغ بنا دئے۔ یہ کتنی اچھی بات ہے۔

خوب صورتی اور اس کی ضرورت آج تک قائم ہے۔ بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ زندگی کے تجربات نے اس کی ضروریات میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض ضروریات اب موجود نہ ہوں مثلاً ایندھن کے لئے اور بہت سے طریق نکل آئے ہیں۔ بجلی کے چولھے بھی ہیں۔ تیل اور گیس کے چولھے بھی ہیں اور کہا یہ جاتا ہے کہ ایندھن کے لئے درخت نہ کاٹے جائیں لیکن اسے فرنیچر کی ضرورت ہے۔ اسے مکان بنانے کے لئے دروازوں اور کھڑکیوں کی ضرورت ہے اور چھتوں کے لئے اسے شہتیروں کی ضرورت ہے۔ گویا کہ یہ ایسی ضروریات ہیں جو پہلے تو موجود نہیں تھیں لیکن آہستہ آہستہ زندگی کے آگے بڑھنے سے اور انسان کے زیادہ متمدن ہوتے چلے جانے سے یہ ضروریات بھی سامنے آنے لگیں۔

ایک اور ضرورت جو حال ہی میں سامنے آئی ہے اور جس کا احساس شدت کے ساتھ پیدا ہونے لگا ہے وہ ماحولیات ہے۔ اب ہم سنتے ہیں اور یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ درخت ہوا کو پاک صاف کرتے ہیں۔ درخت بارشوں کے لئے مفید ہیں۔ نہیں کہا جاسکتا کہ ازمنہ گزشتہ میں ان باتوں کو بھی سوچا جاتا تھا۔ کیا وہ لوگ بھی جانتے تھے کہ درختوں کی زیادتی بارش لاتی ہے۔ کیا وہ لوگ بھی جانتے تھے کہ درخت ہماری ہوا کو پاک صاف کرتے ہیں وہ جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔ آج اس بات کو شدت سے محسوس کیا جارہا ہے۔ چنانچہ اب اس بات کا تناسب سامنے رکھا جاتا ہے کہ کسی ملک کا رقبہ کتنا ہے اور اس رقبے میں درخت کتنے ہونے چاہئیں۔ اور پھر جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔ خوب صورتی کے لئے جب انسان نے دیکھا کہ درختوں پر بہت اچھے پھول لگتے ہیں درختوں پر بہت اچھے پھل لگتے ہیں تو اسے ان کی اہمیت کا اور بھی زیادہ احساس ہونے لگا۔ اس احساس کے اجاگر کرنے کے لئے اب حکومتیں بھی بڑی بڑی سکیمیں جاری کرتی ہیں۔ ہر سال اتنے درخت لگائے جائیں۔ اتنے پودے لگائے جائیں۔ پودوں کی یہ قسمیں ہونی چاہئیں۔ یہ ساری باتیں ایک منظم سکیم کے ماتحت لوگوں کو بتائی جاتی ہیں تاکہ لوگ ایسا کریں۔

آیئے اب ہم اپنے ربوہ کو دیکھیں ہمیں یاد ہے کہ حضرت امام جماعت الثالث (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) چاہتے تھے کہ ربوہ میں ہر طرف درخت ہی درخت نظر آئیں۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں ربوہ میں رہائش رکھنے سے پہلے یہاں پر گھاس کا ایک پتہ بھی نہیں اگتا تھا۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ یہاں درخت اگنے لگے اور حضرت امام جماعت الثالث نے اس پر خاص توجہ دی اور فرمایا کہ سڑکوں پر گلیوں میں اور گھروں میں درخت لگائے جائیں۔ آپ نے پھلدار درختوں کی طرف بھی توجہ دلائی اور سایہ دار درختوں کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اور ان کے علاوہ پھولدار پودوں کی طرف بھی توجہ دلائی اور ایسا کرنے کے لئے حضرت صاحب نے اس رنگ میں بھی تگ و دو کی کہ آپ خود بنفس نفیس محلوں کا جائزہ لیتے تھے اور دیکھتے تھے کہ وہاں اس ضمن میں کیا کام ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں یہ بات یاد آرہی ہے کہ حضرت مولانا ابو العطاء کی رہائش گاہ کے سامنے ایک میدان میں ہم محلے والے صفائی کر رہے تھے۔ کہ وہاں پودے لگائے جائیں اور یہ صبح کا وقت تھا۔ حضرت امام جماعت الثالث سیر فرماتے ہوئے وہاں تشریف لے آئے۔ دراصل آپ کی سیر کا مطلب ہی یہ تھا کہ آپ دیکھیں کہ کہاں کیا کام ہو رہا ہے۔ چنانچہ لوگوں نے بہت سے درخت لگائے۔ بہت سے پودے لگائے۔ بہت سے پھلدار درخت بھی گھروں میں لگائے گئے لیکن تاسف کے ساتھ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس قدر درخت لگائے گئے تھے۔ جس قدر پودے لگائے گئے تھے۔ وہ تمام کے تمام چل نہ سکے۔ بعض پودوں کو اور درختوں کو اسی طرح دیکھ بھال کر کے آگے بڑھانا ہوتا ہے جیسے ہم کسی اور چیز کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

درخت کا یا پودے کا صرف لگا دینا کافی نہیں۔ گلیوں اور سڑکوں پر جو درخت لگائے جاتے ہیں وہ یا تو بچوں کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں یا جانوروں کی۔ بچے چلتے پھرتے یہ ٹہنی توڑ کبھی وہ ٹہنی توڑ۔ اور حیوانات بھی چلتے پھرتے کبھی یہاں منہ مارتے ہیں اور کبھی وہاں منہ مارتے ہیں۔ اور اس طرح ان کو پھلنے پھولنے سے روک دیتے ہیں۔ یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ ایسا کرنے سے درخت اور پودے جو سڑکوں اور گلیوں میں لگے ہوتے ہیں ان کی نشوونما رک جاتی ہے۔ اس حد تک رک جاتی ہے وہ بعض اوقات ختم ہی ہو جاتے ہیں اگر اس وقت سے لے کر اب تک جتنے پودے اور جتنے درخت لگائے گئے ہیں۔ سب کے سب محفوظ ہوتے تو یقیناً سارا ربوہ سارے ربوہ کی سڑکیں اور سارے ربوہ کی گلیاں درختوں سے بھری ہوئی ہوتیں۔ کہیں پھول ہی پھول نظر آتے کہیں سایہ دار درخت ہوتے اور وہ اپنے سایہ سے لوگوں کو آرام پہنچاتے۔ پھلدار درخت پھولدار پودے شہر کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے۔ دوسرے درخت افادیت میں اضافہ کرتے۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ بعض گلیوں اور بعض سڑکوں پر اب بھی درخت موجود ہیں لیکن ہمیں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ ان کی تعداد بہت کم ہے۔ ہمیں زیادہ درخت لگانے چاہئیں۔ درختوں کی افادیت کے لئے بھی اور پودوں کی خوب صورتی کے لئے بھی۔ اور درخت لگا کر پھر ان کی دیکھ بھال کرنی چاہئے۔ سڑکوں کے متعلق تو ہم کہہ نہیں سکتے۔ لیکن گلیوں کے متعلق تو یہ بات کہنا بہت آسان ہے اور ٹھیک بھی ہے کہ گھروں کے آگے جو درخت یا پودے لگائے جائیں گے ان کی حفاظت گھر کے افراد پر موقوف ہے۔ اگر سب گھروں والے اس بات کا اہتمام کریں کہ ان کے گھروں کے آگے پودے لگیں۔ ان کے گھروں کے آگے درخت لگیں اور وہ ان کی حفاظت کریں اور وہ ان کو پروان چڑھائیں تو آپ دیکھیں گے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ربوہ میں ہر طرف درخت ہی درخت ہوں گے پودے ہی پودے ہوں گے۔ گھروں میں پھلدار درختوں کی بہتات ہو گی۔ کتنی اچھی بات ہے۔ کیا ہم ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہمارا تو خیال ہے کہ ہمیں آج ہی سے یہ عہد کر لینا چاہئے کہ ہم نے درخت لگانے ہیں۔ پودے بھی لگانے ہیں۔ درختوں میں سایہ دار درخت بھی ہوں، پھلدار درخت بھی ہوں اور رنگ برنگ پھولوں والے پودے بھی اپنی خوب صورتی اور مہک سے ہمارے ماحول کو زندہ سے زندہ تر بنا دیں۔

خدا تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم پودے اور درخت لگائیں اور انہیں پروان چڑھتا دیکھیں۔

خوش قسمت ہے وہ انسان جو ریا سے بچے

جو شخص خدا تعالیٰ سے پوشیدہ طور پر صلح کر لیتا ہے خدا تعالیٰ اسے عزت دیتا ہے یہ مت خیال کرو کہ جو کام تم چھپ کر خدا کے لئے کرو گے وہ مخفی رہے گا۔ ریا سے بڑھ کر نیکیوں کا کوئی دشمن نہیں۔ ریا کار کے دل میں کبھی ٹھنڈ نہیں پڑتی ہے جب تک کہ پورا حصہ نہ لے لے۔ مگر ریا ہر مال کو جلا دیتی ہے اور کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جو ریا سے بچے اور جو کام کرے وہ خدا تعالیٰ کے لئے کرے۔ ریا کاروں کی حالت عجیب ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے لئے جب خرچ کرنا ہو تو کفایت شعاری سے کام لیتا ہے لیکن جب ریا کا موقعہ ہو تو پھر ایک کی بجائے سو دیتا ہے۔ اور دوسرے طور پر اسی مقصد کے لئے دو کا دینا کافی سمجھتا ہے اس لئے اس مرحلہ سے بچنے کی دعا کرتے رہو۔ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی

پروفیسر حبیب اللہ خان

آج الفضل سے اپنے محترم بزرگ اور رفیق کار پروفیسر حبیب اللہ خاں کی وفات کی اطلاع ملی- پروفیسر حبیب اللہ خاں دیکھنے میں جتنے دبلے پتلے تھے ان کی آواز اور قوت ارادی اتنی ہی بلند تھی- یہ ورثہ انہیں اپنے باپ دادا سے ملا تھا- ان کے والد ماجد مکرم مولانا ذوالفقار علی خاں گوہر' علی برادران' شوکت علی اور محمد علی' کے بڑے بھائی تھے- سارا خاندان ہی اپنی وجاہت علمی' غیرت دینی اور حب ملی کی وجہ سے منفرد تھا- ایں خانہ ہمہ آفتاب است کا مضمون تھا- بڑے بھائی احمدیت کی آغوش میں آئے اور اپنی زندگی خدمت سلسلہ کے لئے وقف کر دی- آگے ان کی اولاد مولانا عبدالمالک خاں صاحب اور پروفیسر حبیب اللہ خاں صاحب بھی سلسلہ کی خدمت پر مستعد رہے- جو ذرہ جس جگہ تھا وہیں آفتاب تھا- مولانا عبدالمالک خاں صاحب دینی علوم میں اور پروفیسر حبیب اللہ خاں سائنسی علوم میں مستند سمجھے گئے- جس طرح مولانا محمد علی انگریزی کے صاحب طرز انشاپرداز اور صحافی تھے اسی طرح پروفیسر حبیب اللہ خاں اردو کے صاحب طرز انشاء پرداز تھے- مولانا عبدالمالک خاں صاحب نے اپنے ابا اور چچا سے طلاقت لسانی کا ورثہ پایا- پروفیسر حبیب اللہ خاں مقرر نہیں تھے مگر لکھنے کے دھنی تھے- ان کی پہلی سائنسی کتاب خلا کی تسخیر اس زمانہ میں چھپی اور سرکاری طور پر چھپی جب اردو میں سائنسی مضامین پر لکھنے والے الشاذ کالمعدوم تھے- پروفیسر حبیب اللہ خاں نے عثمانیہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی تھی اس لئے ان کے ہاں سائنس کے مشکل علوم بھی اردو میں یوں وارد ہوتے تھے جیسے ان علوم کی اصل اصطلاحیں اردو کی ہوں جنہیں انگریزوں نے انگریزی میں اپنا لیا ہو! سائنس کے بارہ میں اردو میں لکھتے یا بولتے ہوئے انہیں کبھی دقت نہیں ہوتی تھی- کبھی کبھار ہم لوگ جان بوجھ کر خان صاحب سے ایسے سوالات پوچھا کرتے تھے کہ انہیں اردو میں جواب دینے میں ذرا تردد ہو مگر وہ بڑی آسانی سے اس سخت مقام سے گذر جاتے تھے-

پروفیسر حبیب اللہ خاں صاحب سے کالج کے زمانہ میں تلمذ کا شرف حاصل نہ ہوا کیونکہ ہم آرٹس کے طالب علم تھے مگر کالج یونین میں خان صاحب اکثر مباحثوں یا تقریری مقابلوں کے جج بنتے تھے- ہر مباحثہ کے بعد ان سے ملنا ہوتا تو تقریر پر ذاتی تبصرہ ضرور کرتے اگر کوئی فاش غلطی ہوتی تو اس کی نشان دہی کرتے اور فرماتے میاں دوسرے کالجوں میں جاؤ گے تو یوں بات نہ کہنا اس طرح کہنا- خان صاحب کا انتظامی تعلق امتحانات سے تھا کنٹرولر امتحانات تھے امتحانات کا انتظام کرنا پرچے بنوانا چھپوانا کیا بلکہ خود تنہائی میں سائیکلوسٹائل مشین پر چھاپنا' پھر امتحانوں کے بعد پرچے ممتحنین کو بھیجنا سارا کام انتہائی رازداری اور محنت سے کرتے تھے صرف ایک آدھ کارکن' غالباً برادرم ناصر احمد صدیقی یا کیمسٹری کا کوئی ایک آدھ مددگار غالباً شریف ان کے ساتھ شامل ہوتا- خان صاحب یہ سب کچھ اپنی جان ناتوان پر جھیل جاتے تھے تاکہ پرچوں کی "رازداری" قائم رہے- ہمیں یاد نہیں پڑتا کہ تعلیم الاسلام کالج میں کبھی کوئی امتحانی پرچہ قبل ازوقت افشا ہوا ہو!-

جب ہم لوگ سٹاف پر آ گئے تو خان صاحب سے نگرانی کے سلسلہ میں اور خود پرچے مرتب کرنے کے سلسلہ میں واسطہ پڑا- ایک بار ہم پرچہ مرتب کر کے انہیں دے آئے- شام کو خان صاحب ہمارے غریب خانہ پر تشریف لائے فرمانے لگے ایسا نہیں ہو سکتا آپ یہ پرچہ دوبارہ مرتب کر دیں؟ ہم نے پوچھا کیا ہوا؟ فرمایا کچھ نہیں پرچہ میری میز پر پڑا تھا کہ پرنسپل صاحب نے بلا لیا میں اسے مقفل کئے بغیر ان سے ملنے چلا گیا اول تو کسی نے دیکھا نہیں ہو گا کیونکہ کوئی میری عدم موجودگی میں میرے کمرہ میں داخل نہیں ہوتا مگر شائبہ ہے کہ شاید کسی نے اندر آنے کی جرات کر ہی لی ہو اس لئے میرا جی نہیں مانتا کہ یہی پرچہ بعینہ امتحان میں ڈال دوں- آپ مجھ پر کرم کیجئے پرچہ دوبارہ بنا دیجئے- ہم نے پرچہ دوبارہ بنا دیا- تاکہ خان صاحب کی پریشانی دور ہو جائے- یہ تھا ان کا معیار! کالجوں کے مقامی امتحانوں کے بارہ میں کون اتنی احتیاط کرتا ہے؟ یہ ان کی خدا خوفی تھی- اور تم میں سے سب سے زیادہ نیک وہی ہے جو خدا خوفی میں سب سے زیادہ ہے!

پروفیسر حبیب اللہ خاں بڑے نیک دل اور ہمدرد آدمی تھے- ہم نے چار سال کالج میں طالب علمی کے زمانہ میں اور آٹھ سال کی رفاقت میں انہیں کبھی کسی سے ناراض ہوتے یا غصہ میں اونچی آواز سے بولتے نہیں دیکھا- ہماری کلاس کیمسٹری تھیٹر میں ہوتی تھی اور کیمسٹری تھیٹر پروفیسر حبیب اللہ خاں صاحب کے حیطۂ اقتدار میں تھا- کلاس کے علاوہ جتنے فنکشن کالج کا ہال بننے سے پہلے ہوتے تھے وہ بھی اسی کیمسٹری تھیٹر میں ہوتے تھے اس لئے اس کے لئے خان صاحب کی اجازت لے کر پھر پرنسپل کی اجازت لینی پڑتی تھی- ہم نے ان سے کہا خان صاحب ہر بار آپ کی خدمت میں آنا پڑتا ہے آپ ایک بار ہی ہمیں اجازت کیوں نہیں دیتے کہ ہم جس فنکشن کے لئے چاہیں اسے استعمال کر سکتے ہیں- فرمایا پرنسپل صاحب نے ایسا قانون بنایا ہے وہی اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں- ہم نے کہا اگر آپ سفارش کر دیں تو؟ فرمایا میں تو خود اس مخمصہ سے نکلنا چاہتا ہوں- چنانچہ خان صاحب کی سفارش پر پرنسپل صاحب نے یہ فیصلہ فرما دیا کہ کالج کے فنکشن کے لئے کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہو گی- یونین کے جلسے بھی کیمسٹری تھیٹر میں ہوتے تھے اس لئے کیمسٹری تھیٹر بہت مصروف رہتا تھا مگر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی بدمزگی پیدا ہوئی ہو- ایک بار ایک جلسہ میں کوئی معزز مہمان باہر سے آئے ہوئے تھے- فنکشن عین عروج پر تھا کہ محترم پرنسپل صاحب اندر آئے اور سامنے سیڑھی پر نیچے ہی رومال بچھا کر بیٹھ گئے فنکشن جاری رہا- اساتذہ طلبا سب نے ان سے درخواست کی کہ اوپر کرسی پر تشریف فرما ہو جائیں مگر آپ نے ایسا نہ کیا- اس کے بعد ایسے کان ہوئے کہ ایک کرسی عین وسط میں خالی چھوڑی جاتی تھی کہ اگر کہیں پرنسپل صاحب آ ہی جائیں تو انہیں نیچے نہ بیٹھنا پڑے- پرنسپل صاحب کا ایک بار نیچے بیٹھنا خان صاحب کے لئے سوہان روح بن گیا- بار بار کہتے تھے کہ میاں صاحب نیچے بیٹھ جائیں اور ہم سب لوگ کرسیوں پر بیٹھے رہ جائیں! ہم نے ایک بار کہہ ہی دیا پرنسپل صاحب نے طلباء کو ایسا سبق دیا ہے جو انہیں عمر بھر نہیں بھولے گا اب طلباء آرام سے نیچے سیڑھیوں پر بیٹھ جایا کریں گے اور کرسیوں کی کمی کی شکایت نہیں رہے گی مگر خان صاحب حضرت میاں صاحب کے مرتبے اور مقام سے آشنا تھے کبھی مطمئن نہیں ہوئے اور ہمیشہ ہی اس بات پر افسوس کا اظہار کرتے رہے- اب کہاں سے ایسے مخلص اور بزرگوں کے مقام اور مرتبے کو پہچاننے والے لوگ ملیں گے؟ اس بات سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ خان صاحب کبھی پرنسپل صاحب سے اختلاف نہیں کرتے ہوں گے؟ کرتے تھے- جب کسی طالب علم کے نتیجہ پر بحث ہوتی تو خان صاحب اس بحث میں سب سے اونچی آواز میں حصہ لیتے تھے مگر پورے احترام کے ساتھ- وہ تو چھوٹوں اور جونیئر رفقائے کار کے ساتھ درشتی سے پیش آنا تو کجا ان کے آگے بھی بچھے جاتے تھے چہ جائیکہ وہ کسی سینئر رفیق سے درشتی سے پیش آئیں- کالج کے سینئر اساتذہ' مکرم اخوند عبدالقادر صاحب' مکرم میاں عطاء الرحمان صاحب' استاذی المکرم پروفیسر صوفی بشارت الرحمان صاحب' استاذی المکرم پروفیسر محبوب عالم صاحب خالد اور پھر مکرم چوہدری محمد علی صاحب اور ڈاکٹر سید سلطان محمود شاہ صاحب اور ڈاکٹر نصیر احمد خاں' ایسی ٹیم تھے جس پر کوئی بھی پرنسپل فخر کر سکتا ہے- تعلیم الاسلام کالج کی ساری روایتیں انہیں سینئر اساتذہ کے ہاتھوں بنیں- اور ان اساتذہ کو اللہ تعالیٰ نے پرنسپل بھی ایسا دیا تھا کہ فرشتے بھی اس پر فخر کریں- بہرحال خان صاحب کی وفات سے ان سینیر اساتذہ میں سے صرف تین باقی رہ گئے- اللہ تعالیٰ انہیں لمبی زندگی دے اور خدمت کی بیش از پیش توفیق ارزانی فرمائے-

پروفیسر حبیب اللہ خاں صاحب ریٹائر ہوئے تو ان کی پروفیسر کی جگہ خالی ہوئی یہ تو ہماری خوش نصیبی کہ ہم اس وقت تک پی ایچ ڈی کر چکے تھے اور اس جگہ کے دعوے دار بن سکتے تھے چنانچہ انجمن نے خان صاحب کی خالی ہوئی جگہ پر ہمیں پروفیسر بنا دیا اس طرح ہمیں ایک عظیم استاد کی جگہ لینے کا شرف حاصل ہو گیا- کالج نیشنلائز ہوا تو ہم پہلے پانچ پروفیسرز میں شامل تھے- خان صاحب سے ملاقات ہوئی تو ہم نے کہا آپ بھی کیا سوچتے ہوں گے "آ کے سجادہ نشیں قیس ہوا میرے بعد" بہت ہنسے اور اپنے مخصوص انداز میں بلند قہقہہ لگایا- فرمایا اب کنٹرولر امتحانات بھی بن کر دکھاؤ! ہم نے کہا جناب ہم اس امتحان میں پڑنے کے نہیں- چنانچہ خان صاحب کے ریٹائر ہونے پر امتحانات کی ذمہ داری پروفیسر مبارک احمد انصاری نے اٹھائی اور خوب اٹھائی! خان صاحب کی دوسری کتاب غالباً سمندر کے عجائبات کے بارہ میں تھی اور وہ بھی سرکاری طور پر چھپی تھی-

خان صاحب کی علمی کاوشیں ریٹائر ہونے کے بعد بھی جاری رہیں- اپنے ابا کا کلام مرتب فرمایا تو ہمیں ارشاد فرمایا کہ ہم اس پر کچھ لکھیں- اس وقت بھی لکھا تھا پھر الفضل انٹرنیشنل میں بھی کچھ لکھنے کی توفیق ملی- خدا معلوم خان صاحب کی نظر سے ہمارا الفضل انٹرنیشنل والا مضمون گزرا یا نہیں اگر گذرا ہوتا تو ان کا والا نامہ ضرور آتا' نہ آیا- شاید خان صاحب کی صحت ایسی نہ ہو- ہم نے تو مدت سے ان کے بارہ میں کوئی بات نہیں سنی تھی- اللہ تعالیٰ نے خوب لمبی عمر انہیں عطا فرمائی- اور جو لوگوں کو نفع پہنچائیں وہ زمین میں زیادہ دیر تک قائم رہتے ہیں-

خان صاحب کی صحت کا ایک راز تو ان کی سائیکل تھی جو پطرس کی "مرزا کی بائیسکل" سے گہری رشتہ داری رکھتی تھی- دونوں ایک ہی نسل اور ایک ہی خاندان سے تھیں- اب ہمارے پاس پطرس کے مضامین موجود نہیں کہ ہم دوستوں کو ان بائیسکلوں سے آگاہ کر سکیں مگر اتنا جانتے ہیں جس سائیکل کو خان صاحب چلا لیا کرتے تھے اور اس پر سارا ربوہ چھان مارتے تھے وہ بائیسکل کسی اور سے نہیں چل سکتی تھی- یہ نہیں کہ ان کی اولاد انہیں نئی سائیکل لے کر نہیں دیتی ہو گی- وہ یقیناً ایسا کر سکتے تھے مگر خان صاحب کی وضع داری کہاں جاتی؟ وہ عمر بھر کے اس ساتھی کو اپنے سے جدا کرنے کے روادار نہ تھے- ایک دوبار کالج کے بعض طلبا نے اس کار خیر کا ارادہ بھی کیا کہ اس سائیکل کو دریا برد کر دیں مگر دریا پر پہنچنے سے پہلے ارادہ بدل لیا اور اسے کسی گمنام محلہ میں چھوڑ آئے مگر اسی شام وہ سائیکل خان صاحب کو واپس مل گئی- جیسے ہمارے حضرت امام جماعت الرابع کی ایک موٹر تھی- حضرت صاحب نے وہ موٹر کچھ پاؤنڈ کے عوض طالب علمی کے زمانہ میں خریدی تھی اور اسی پر دوستوں کے ہمراہ یورپ کی سیاحت فرمائی تھی- فرمایا کرتے ہیں ذرا دقت نہیں ہوئی- چڑھائی آتی تو سب لوگ اتر کر دھکا لگا کر اسے چڑھائی پر چڑھا لیتے اور اترائی پر وہ خود فراٹے بھرنے لگتی- اس موٹر سے پیچھا چھڑانے کے لئے کئی بار ویرانوں اور جنگلوں میں اسے چھوڑ آئے

باقی صفحہ 4 پر

ایک اچھی بات

ہماری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہونا چاہئے- اور چاہئے کہ نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلیں-

ہماری تاریخ

جلسہ سالانہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے زمانے میں 1892ء کے سالانہ جلسہ کے سوا (جو ڈھاب کے کنارے ہوا) باقی جلسے بیت اقصیٰ میں منعقد ہوئے۔ امامت اولیٰ کے ابتدائی پانچ برسوں میں بھی ان کا انعقاد بیت اقصیٰ میں ہی ہوتا رہا۔ لیکن 1913ء سے 1923ء تک بیت نور جلسہ گاہ رہی۔ اس کے بعد 1924ء میں سامعین کی کثرت کے پیش نظر بیت نور سے باہر میدان میں اس مبارک اجتماع کا آغاز ہوا اور 1946ء تک 22 جلسے اس سرزمین میں منعقد ہوئے ملکی تقسیم کے بعد قادیان میں 1947ء کا جلسہ سالانہ دوبارہ بیت اقصیٰ ہی میں منعقد ہوا اور پھر وہ 1948ء میں باب الانوار کے پرانے زنانہ جلسہ گاہ میں منتقل کر دیا گیا۔ چنانچہ قادیان کا جلسہ سالانہ اب اسی مقام پر ہوتا ہے۔ ترک وطن 1947ء کے بعد قادیان کی نیابت میں لاہور میں ایک جلسہ ہوا اور پھر 1948ء کا جلسہ بجائے دسمبر کی مقررہ تاریخوں کے اپریل 1949ء میں ربوہ میں ہوا۔ بعد ازاں دسمبر 1949ء سے ربوہ میں ہر سال جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔

1893ء کا سالانہ جلسہ بعض وجوہ سے ملتوی کرنا پڑا۔ اسکے بعد 1896ء تک کے سالانہ جلسہ کی روداد کی اشاعت کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا گیا۔ اس لئے ان کی تفصیل کا ریکارڈ موجود نہیں۔ البتہ 1897ء کے جلسے پر (جو 25 دسمبر 1897ء سے یکم جنوری 1898ء تک جاری رہا) مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے اس طرف پہلی مرتبہ توجہ دلائی۔ جس پر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب نے 1897ء کے سالانہ جلسہ کی مفصل رپورٹ "تحفہ سالانہ" کے نام سے جنوری 1899ء میں شائع کی۔ اس کے بعد چونکہ اخبار الحکم اور البدر کا اجراء عمل میں آچکا تھا اس لئے ان کے کالموں میں ہر جلسہ کی رپورٹیں پورے اہتمام سے شائع ہوتی رہیں۔ پھر امامت ثانیہ کا دور شروع ہوا تو اخبار الفضل نے مستقل طور پر یہ مقدس ذمہ داری اٹھالی۔

سالانہ جلسے کا آغاز مشکلات کے ہجوم میں ہوا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف فتویٰ کفر نے ملک بھر میں مخالفانہ فضا قائم کر دی تھی۔ علاوہ ازیں مسجد چینیاں والی لاہور کے امام مولوی رحیم بخش صاحب نے زور شور سے فتویٰ دیا کہ ایسے جلسے میں جانا بدعت بلکہ معصیت ہے۔ اور جو شخص اسلام میں ایسا امر پیدا کرے وہ مردود ہے۔

مذہبی اعتبار ہی سے نہیں بلکہ اقتصادی اعتبار سے بھی اس اجتماع کا سلسلہ جاری رہنا بظاہر ناممکن تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جہاں قدم قدم پر تائید و نصرت فرمائی۔ وہاں پردہ غیب سے اس مبارک تقریب کے جاری رہنے کے سامان بھی پیدا کر دئے۔ چنانچہ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خرچ نہ رہا۔ ان دنوں سالانہ جلسہ کے لئے چندہ جمع ہو کر نہیں جاتا تھا۔ حضرت صاحب اپنے پاس سے ہی صرف فرماتے تھے۔ میر ناصر نواب صاحب نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سالن نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفائت کر سکے فروخت کر کے سامان کر لیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچا دیا۔ دو دن کے بعد پھر میر صاحب نے رات کے وقت میری موجودگی میں کہا کہ کل کے لئے پھر کچھ نہیں۔ فرمایا کہ ہم نے برعائت ظاہری اسباب کے انتظام کر دیا تھا اب ہمیں ضرورت نہیں جس کے مہمان ہیں وہ خود کرے گا۔ اگلے دن آٹھ یا نو بجے جب چٹھی رسان آیا تو حضرت صاحب نے میر صاحب کو اور مجھے بلایا چٹھی رسان کے ہاتھ میں دس یا پندرہ کے قریب منی آرڈر ہوں گے جو مختلف جگہوں سے آئے تھے۔ سو سو پچاس پچاس روپے کے۔ اور ان پر لکھا تھا کہ ہم حاضری سے معذور ہیں۔ مہمانوں کے صرف کے لئے یہ روپے بھیجے جاتے ہیں۔ آپ نے وصول فرما کر توکل پر تقریر فرمائی۔ کہ جیسا کہ ایک دنیادار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپوؤں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جب چاہوں گا نکال لوں گا اس سے زیادہ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پر یقین ہوتا ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے تو فوراً خدا تعالیٰ بھیج دیتا ہے۔

OOO

مجلس انصار اللہ کے پہلے سالانہ اجتماع منعقدہ 18- 19 نومبر 1955ء میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد نے جو تقریر فرمائی اس کی رپورٹنگ الفضل مورخہ 22 دسمبر 1955ء میں شائع ہوئی تھی۔ ہم یہ رپورٹ قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ (ادارہ)

مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم اے کی تقریر

محترم نائب صدر صاحب کی تقریر کے بعد مجلس کے قائد عمومی محترم مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم اے نے نہایت عام فہم اور دلنشین پیرایہ میں انصار اللہ کا مطلب اور مفہوم واضح کیا۔ آپ نے فرمایا ہم انصار اللہ کہلاتے ہیں۔ انصار اللہ کا جو مطلب اور مفہوم میں سمجھا ہوں وہ میں احباب کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا۔ انصار اللہ کے لفظی معنے ہیں اللہ تعالیٰ کی مدد کرنے والے اس کا ایک مفہوم یہ ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ دنیا اور اس کی مخلوقات پیدا فرمائی ہے۔ اور جس طرح وہ دنیا کے نظام کو چلا رہا ہے۔ اس کے کام میں ہم اس کی مدد کریں۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ مفہوم تو کسی صورت میں درست نہیں کیونکہ انسان تو خود بہت ہی عاجز اور لاچار ہے۔ وہ کسی صورت میں بھی اس نظام عالم کو چلانے میں اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں کر رہا اور نہ کر سکتا ہے۔ تو پھر ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہم کیوں انصار اللہ کہلاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ایک مفہوم انصار اللہ کا یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جو کچھ چاہتا ہے۔ اس کے پورا کرنے کے لئے ہم اپنی بساط کے مطابق کوشش کریں میرے نزدیک یہی وہ مفہوم ہے جسے سامنے رکھ کر ہم ایک رنگ میں انصار اللہ کہلا سکتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کیا چاہتا ہے؟ سو اس کا جواب تو اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں دے دیا ہے وہ فرماتا ہے۔

(اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی عبادت کرے اب جو انسان اس غرض کو پورا کرتا ہے۔ اس کے متعلق ایک رنگ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی مدد کرنے والا ہے۔ یعنی انصار اللہ ہے۔

مکرم درد صاحب نے عبادت کا مفہوم واضح کرتے ہوئے فرمایا۔ عبادت یہی ہے کہ اپنے آپ کو انسان ایک عاجز بندہ سمجھے اور اپنے قول و فعل سے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اس کی عظمت و جبروت کا اقرار کرے۔ اور دنیا کو بھی اس کے آستانہ پر جھکانے کی کوشش کرتا رہے۔ اسی کوشش وسعی میں تعلیم و تربیت اور (دعوت الی اللہ) کا مفہوم بھی آجاتا ہے۔ حق یہ ہے کہ اگر ہم عبادت کا صحیح مفہوم سمجھ لیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ تو نہ صرف ہماری اپنی بلکہ ساری جماعت کی اور پھر ساری دنیا کی خود ہی اصلاح ہوتی چلی جائے گی۔ اور اس طرح ہم اپنے آپ کو ایک رنگ میں انصار اللہ کہلانے کے مستحق ہو جائیں گے اگر ہم یہ نہیں کرتے تو پھر لفظی طور پر انصار اللہ کہلانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

OOO

جلسہ سالانہ کی گہما گہمی کا ایک حصہ مہمانوں کے قیام کے انتظامات۔ ایک دفعہ ایسے انتظامات کے لئے افسر جلسہ سالانہ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے درج ذیل نوٹ الفضل میں شائع کروایا۔ ایسی باتیں ہماری تاریخ کا حصہ ہیں اور مہمانی کے سلسلہ میں ہمارے اعلیٰ کردار کا منہ بولتا ثبوت۔ (ادارہ)

احباب ربوہ سے ضروری گزارش

جلسہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے مکان پیش کریں

(از صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) افسر جلسہ سالانہ)

جلسہ سالانہ بالکل قریب آگیا ہے۔ اس موقعہ پر مہمانوں کی رہائش کا انتظام سب سے مقدم ہے۔ جو دوست اپنی اپنی جماعتوں میں ٹھہریں گے ان کے لئے سلسلہ کی عمارتوں میں انتظام ہو چکا ہے۔ لیکن بعض ایسے دوست جن کا کوئی عزیز یا رشتہ دار ربوہ میں رہائش نہیں رکھتا اور وہ اپنی مجبوریوں کی وجہ سے اپنی فیملی کے ساتھ علیحدہ رہنا چاہتے ہیں درخواستیں کر رہے ہیں کہ ان کو علیحدہ مکان یا کم از کم کوئی کمرہ رہائش کے لئے دیا جائے۔ اس وقت تک ایسی تین سو درخواستیں آچکی ہیں اور ابھی اس میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن اس کے مقابل دوستوں کے تعاون کے ساتھ ہم صرف ایک سو پچیس قیام گاہوں کا انتظام کر سکے ہیں۔ میں احباب ربوہ سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ قربانی کریں اور سلسلہ کے ان مہمانوں کے لئے اپنے اپنے مکانوں میں سے ایک ایک دو دو کمرے پیش کریں تاکہ ایسے دوستوں کے ٹھہرنے کا انتظام کیا جا سکے مجھے علم ہے کہ ربوہ میں کوئی گھر ایسا نہیں ہوتا جس میں ان دنوں مہمان نہ ٹھہرتے ہوں۔ اس کے باوجود میں اہالیان ربوہ سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ جس طرح ہر موقعہ پر اپنے اخلاص اور سلسلہ سے محبت رکھنے کا ثبوت دیتے رہتے ہیں اب بھی پیچھے نہیں رہیں گے۔

(الفضل 21- دسمبر 1955ء)

OOO

بقیہ صفحہ 3

مگر تیسرے دن ہی پولیس واپس کر جاتی کہ اپنی موٹر سنبھال لئے۔ آخر پاکستان واپس جاتے ہوئے اسے ہوائی اڈے پر چھوڑ گئے۔ پتہ نہیں وہ سیلاب بلا کس کے گھر گیا ہو گا؟ کس کے گھر جائے گا سیلاب بلا میرے بعد۔ خان صاحب کی بائیکل بھی اسی زمرہ میں آتی تھی مگر ہمیں یقین ہے خان صاحب نے اس عجوبہ روزگار سائیکل کو اب بھی ترک نہیں کیا ہو گا اور وہ ان کے گھر کے کسی کونہ میں قیمتی سامان میں پڑی ہو گی۔

پروفیسر حبیب اللہ خاں صاحب کی اولاد میں سے کلیم اللہ اور کریم اللہ دونوں سے دوستی رہی مگر مدتوں سے ان سے رابطہ نہیں کہ ان میں سے کسی کو تعزیت نامہ ہی لکھ دیں۔ اس لئے الفضل کے ذریعہ ان کے پسماندگان اور ان کی اولاد اور اولاد در اولاد سے تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی اگلی نسل کو پچھلی نسلوں کے ورثہ کا امین بنائے۔ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے بزرگوں کو یاد رکھنے میں دوسروں سے کہیں ممتاز ہے۔ امید ہے خان صاحب کی اولاد اس باب میں کسی سے ہیٹی نہیں رہے گی۔

OOO

عطیہ خون
خدمت بھی
عبادت بھی
(ایڈیشنل ناظم خدمت خلق۔ ربوہ)

ملک رفیق احمد- ربوہ

ممنونِ احسان کے دلچسپ سبق آموز واقعات

ہر انسان کو اپنی زندگی میں بسا اوقات اپنے گھر سے دور جانے کا موقعہ ملتا ہے یا جانا پڑتا ہے۔ گزشتہ تھوڑے عرصہ سے ہمیں اپنے پیارے ملک پاکستان میں سفر کرنے کا بہت موقعہ ملتا رہا ہے اور دوستوں کے ساتھ دلچسپ دن گزرتے ہیں۔ ایک دن لیہ شہر سے فیصل آباد جانے کے ارادہ سے نکلا۔ چوک اعظم میں پہنچنے کے بعد سب سے آگے والی بس میں سیٹ حاصل کرنے کی کوشش کی تا جلد روانگی ہو سکے۔ سب سے آگے ایک بس تیار کھڑی تھی۔ اس میں بیٹھنے کے لئے اچھی سیٹ مل گئی اور سفر شروع ہو گیا۔ ابھی 12 میل دور گئے تھے کہ بس کے دونوں اگلے ٹائر پنکچر ہو گئے اور سواریاں اترنے لگیں۔ میں نے سمجھا کہ شاید ٹائر بدلانے لگے ہیں لیکن بتایا گیا کہ یہ بس اب نہیں جائے گی اور اس کمپنی کی کوئی اور بس بھی مہیا نہیں کی جائے گی اس لئے سواریاں اپنے اپنے پیسے واپس لے لیں۔ ہم نے ڈرائیور اور کنڈیکٹر کو اس بات کے لئے تیار کر لیا کہ وہ ساری رقم واپس کر دیں گے لیکن جب فیصل آباد کے لئے دوسری بس کو دیکھا تو اس کی چھت پر بھی اتنا رش تھا کہ وہاں بھی بیٹھنے کی گنجائش نہ تھی ہر آنے والی بس بھری ہوئی گزر رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ وہی بس جس نے ہمیں اتارا تھا ٹائروں میں ہوا بھروانے کے بعد قریب کے قصبہ سے واپس آ رہی ہے۔ چنانچہ ہاتھ کے اشارے سے روکا وہ رک گئی اور تقریباً 15 وہی سواریاں داخل ہو گئیں جو اس میں سے اتری تھیں اور وہ اپنے سفر کو جاری رکھنے کے لئے چوک اعظم جانا چاہتی تھیں۔ جب ہم اس میں سوار ہو گئے تو دیکھا کہ انہوں نے کوئی اور سواری آخر تک نہ بٹھائی اور ہمیں یہ کہا کہ آپ کو ہماری بس کی خرابی کی وجہ سے تکلیف ہوئی ہے اب ہم آپ سے چوک اعظم کا کوئی کرایہ بھی نہیں لیں گے اور مفت میں یہ چوبیس میل کا سفر طے کیا یعنی بارہ میل جانے کا اور بارہ واپسی کا۔ عجیب بات یہ تھی کہ جب سواریوں کو یہ بتایا گیا کہ ان سے کرایہ نہیں لیں گے تو کسی کو یقین نہیں آ رہا تھا اور سب کو اس بات سے خوشی ہو رہی تھی کہ بے شک بس خراب ہونے کی وجہ سے انہیں تکلیف ہوئی ہے اور غصہ آیا ہے لیکن ان کی معذرت اور کرایہ لینے سے انکار پر سب کا غصہ کافور ہو چکا تھا کیونکہ عام تاثر تو یہی ہوتا ہے کہ ٹرانسپورٹر تو کسی نہ کسی طریقہ سے پیسہ بٹورنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک شہر ہے۔ ہمارا خیال تھا وہاں گجروں یعنی گوجر قوم کی کثرت ہو گی۔ کیونکہ 'گوجر خان' 'گوجرانوالہ' اور گجرات کے متعلق اس قسم کی روایتیں سنی ہیں لیکن بہر حال اصلیت یہی نظر آتی ہے۔ ہمیں جس دوست کے ہاں قیام کا موقعہ ملا ان کا نام مکرم جاوید احمد جاوید صاحب ہے۔ یہاں سے میرا سفر ڈھیرو کے تک تھا جو اس لحاظ سے بہت لمبا تھا کہ وہاں جو بسیں اور سوزوکیاں جاتی ہیں وہ یہ چند میل کا سفر گھنٹوں میں طے کرتی ہیں کیونکہ انہوں نے ہر اس سواری کو بٹھانا ہوتا ہے جو ہاتھ کے اشارے سے انہیں رکنے کا حکم دے۔ میں تو اس سفر سے گھبراتا تھا کہ اچانک ایک دوست جن کا نام نامی مکرم سید توصیف احمد صاحب ہے ان سے ملاقات ہوئی کافی دیر باہمی دلچسپی کے موضوع پر گفتگو ہوتی رہی۔ علی الصبح اطلاع ملی کہ ہمارے ایک پروفیسر دوست کی بیٹی فوت ہو گئی ہے۔ علی الصبح ان سے تعزیت کے لئے مکرم توصیف صاحب کی کار پر گئے۔ وہاں دو پروفیسر صاحبان سے تقریباً ایک گھنٹہ تک دلچسپ معلوماتی گفتگو ہوتی رہی بعدہٗ ہم وہ جن کے پاس کار نہ تھی اور کار نہ ہونے کی وجہ سے بے کار تھے انہوں نے اس سفر کے لئے اپنی کار پیش کی۔ اجنبی شہر میں کسی دوست کا اس حد تک اپنائیت دکھانا کہ وہ ہمارے کام کے لئے اپنی کار بھی پیش کر رہے ہیں یہ بات ان سب سفر کرنے والوں کے لئے بہت بڑی بات ہے جنہیں بعض تلخ واقعات سے واسطہ پڑتا ہے۔ بہر حال وہ ہمیں اس گاؤں تک لے گئے۔ ہم نے تقریباً 1/2 گھنٹہ میں اپنا کام مکمل کیا اور بعدہٗ واپس گوجرہ پہنچ گئے۔ اس تمام سفر میں انہوں نے بہت خوش خوش باتیں کیں۔ جب بھی ہم کسی اجنبی جگہ میں پہنچتے ہیں تو ہمیں وہاں کے رہنے والوں سے بہت توقعات ہوتی ہیں لیکن ان توقعات پر پورا اترنے والے بہت کم ہوتے ہیں اور جب بھی کوئی تعاون کرتا ہے تو اس کا تعاون اس کی نیک نامی کا باعث بن جاتا ہے۔

تنزانیہ میں ایک شہر ہے جس کا نام مورو گورو ہے۔ آج سے چوبیس سال پہلے ہم اپنے ایک مخلص دوست مکرم محمد اشرف صاحب اسحاق کے ساتھ ایک دن ان کے مکان میں بیٹھے تھے کہ انہوں نے شہر کے قریب بھی وائلڈ لائف نیشنل پارک میں سیر کا پروگرام بنایا۔ ایک اور دوست مکرم واسطی صاحب اپنی جیپ لے آئے۔ ہم تینوں اس میں سوار ہو کر پارک کی طرف گئے۔ پارک کے شروع میں ہی دونوں طرف ہاتھی اور دوسرے جانور نظر آنے لگے تھوڑی دیر جانے کے بعد سڑک کے ساتھ ایک جسیم ہاتھی کھڑے دیکھا۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بت ہے جو پارک والوں نے سڑک کے کنارے یہ دکھانے کے لئے بنایا ہوا ہے کہ اس علاقہ میں یہ جانور ہیں۔ مکرم محمد اشرف صاحب اسحاق کے پاس کیمرہ تھا انہوں نے جیپ کھڑی کروائی اور مجھے کہا کہ اس ہاتھی کے قریب کھڑے ہو جاؤ تا میں تصویر کھینچوں چنانچہ میں بے خوف و خطر اس کو ہاتھی کا بت سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ جا کھڑا ہوا اور اس کے سونڈ جسم آنکھوں کانوں کا بغور جائزہ لینے لگا لیکن اس کو ہاتھ نہ لگایا اور فوٹو کھچوانے کے لئے پوز بنایا۔ چنانچہ اشرف صاحب کیمرہ سیدھا کر کے ابھی فوٹو کھینچنے ہی لگے تھے کہ ہاتھی صاحب نے اپنے کان ہلائے گویا کہ وہ چلنے کے لئے گیئر لگا رہا ہے۔ مکرم

باقی صفحہ 6 پر

طب و صحت

(بلڈ پریشر)

صبح کے وقت اٹھا تو یوں معلوم ہوا کہ سر میں کچھ گرانی ہے۔ اور رات بھر نیند بھی اچھی طرح نہیں آئی اور کچھ بے چینی بھی ہے۔ خیال آیا کہ بلڈ پریشر چیک کروا لیا جائے گھر کے قریب ہی ایک مہربان دوست لیبارٹری اسسٹنٹ ہیں انہیں اطلاع دی تو وہ فوراً اپنا بلڈ پریشر چیک کرنے والا آلہ لے کر آ گئے۔ آلہ لگا کر دیکھا تو کہنے لگے بلڈ پریشر تو بہت زیادہ ہے آپ آرام کریں۔ لیٹے رہیں۔ تکیہ ذرا اونچا رکھیں۔ تاکہ خون کا بہاؤ نیچے کی طرف زیادہ ہو۔ ان کی یہ بات سنکر کچھ پریشانی سی ہوئی۔ اور اسی وقت اپنے ڈاکٹر صاحب جو ویسے تو ہر شخص کے لئے بڑے مہربان ہیں لیکن ہمارے نزدیکی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے ہم پر کچھ زیادہ ہی توجہ دیتے ہیں انہیں اطلاع دی اور وہ فوراً آ گئے۔ بلڈ پریشر چیک کر کے کہنے لگے آپ کو تو اس وقت بالکل بلڈ پریشر نہیں ہے۔ بڑی حیرانی ہوئی پہلے جس نے چیک کیا تھا وہ بھی بلڈ پریشر کے ماہر ہیں۔ دن رات یہی کام کرتے ہیں اور یہ ڈاکٹر صاحب بھی ڈاکٹر ہیں اور اس لئے بلڈ پریشر کے ماہر۔ بہر حال ڈاکٹر صاحب کے کہنے سے کہ بلڈ پریشر تو نہیں ہے اطمینان ہو گیا۔ اگرچہ اس بات کی سمجھ نہ آئی کہ یہ ہوا کیسے۔

پھر ایک دن تین مستند ڈاکٹر گفتگو کر رہے تھے ان میں سے ایک نے جو خاص طور پر بلڈ پریشر ہی کے ماہر تھے بتایا کہ بلڈ پریشر زندگی کا حصہ ہے۔ اور ہر لمحے بدلتا ہے۔ کسی ایک وقت بلڈ پریشر دیکھ کر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ عارضی ہو سکتا ہے۔ دوسرے ڈاکٹر صاحب کہنے لگے جب ہمارے پاس مریض آتے ہیں تو ہم بلڈ پریشر کے لئے ہفتہ میں ایک دفعہ چیک کر کے اس طرح تین دفعہ چیک کرتے ہیں یعنی تین ہفتوں کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ بلڈ پریشر کا مریض ہے یا نہیں ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ بلڈ پریشر کی علامات کیا ہوتی ہیں۔ تو انہوں نے کہا ایک تو یہ موروثی بھی ہوتا ہے اور عام طور پر بلڈ پریشر کی علامات یہ ہیں کہ نیند نہیں آتی۔ بے چینی رہتی ہے۔ اور غصہ آتا ہے۔ یہ نہ سمجھئے کہ کبھی کسی ایک بات پر غصہ آنے کو بلڈ پریشر کہا جا سکتا ہے۔ اگر ہر چھوٹی چھوٹی بات پر اکثر غصہ آئے تو اسے آپ بلڈ پریشر کہہ سکتے ہیں۔ لیکن بہر حال علامات میں سے یہ بھی ایک علامت ہے۔ بعض اوقات علامات اتنی واضح طور پر ظاہر نہیں بھی ہوتیں اور بلڈ پریشر ہوتا ہے اسی لئے۔ ان ڈاکٹر صاحبان نے کہا کہ ذرا سا بھی شک ہو تو ڈاکٹر کے پاس جائیے اور پھر جس طرح وہ کہے اس طرح چیک کروائیے۔ یہ نہایت ضروری ہے۔ چاہیئے تو یہ کہ بلڈ پریشر کا احساس نہ بھی ہو تو گاہے گاہے چیک کروا لیا جائے۔ کیونکہ جیسا کہ ایک ڈاکٹر صاحب نے کہا بلڈ پریشر تو زندگی کا ایک حصہ ہے۔ کبھی کم کبھی زیادہ۔ بڑھاپے میں یہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کی کوئی حد بھی مقرر نہیں کی جا سکتی۔ ویسے تو ایک نیچے کا بلڈ پریشر ہوتا ہے ایک اوپر کا۔ نیچے کا بلڈ پریشر 70 سے 90 تک اور اوپر کا 100 سے 140 تک نارمل ہے۔ اگر اس سے کم یا زیادہ ہو تو وہ بلڈ پریشر نارمل نہیں ہے۔ لیکن آپ نے دیکھا 70 سے 90 تک تو بیس ڈگریاں ہیں اور 100 سے 140 تک تو چالیس ڈگریاں ہیں۔ ان کے درمیان درمیان کہیں بھی ہو سکتا ہے۔ اور اسے نارمل کہا جائے گا۔ جب ان سے پوچھا گیا اس کی وجہ کیا ہے تو کہنے لگے کہ زیادہ تر پریشانی-مرغن غذائیں۔ غذاؤں کی بات ہوئی تو کہنے لگے کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ انڈا کھانا مضر ہے اگر انڈا اس طرح کھایا جائے کہ ہفتے میں دو تین انڈے کھا لئے تو اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ البتہ اگر ایک ہی دن میں چھ چھ انڈے کھا لئے جائیں یعنی انڈے کھانے کی اتنی عادت ہو کہ چھ چھ انڈے کھائے جائیں تو انڈے میں جو زردی ہوتی ہے۔ اس کا کیلیسٹرول رگوں میں بیٹھ جاتا ہے اور وہ تکلیف دیتا ہے اور اس طرح بلاواسطہ کہا جا سکتا ہے کہ انڈے بلڈ پریشر کے لئے مفید نہیں ہیں۔ اگر انسان اچھی غذا یعنی سادہ غذا کھائے تھوڑی بہت ورزش کرے خاص طور پر سیر۔ سیر سے سارے جسم کی ورزش ہوتی ہے اور اس لئے وہ خاص مفید رہتی ہے اور ہوتی بھی ایسی ہے کہ اس میں شدت نہیں پائی جاتی۔ جوگنگ نہیں بلکہ تیز تیز قدموں سے چلیں۔ یہ سیر خاصی مفید ثابت ہوتی ہے۔

ایک ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ کلاشنکوف کا آجکل بڑا چرچا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ پانچ پانچ چھ چھ افراد روز کلاشنکوف کے ذریعے مر رہے ہیں اور لوگ اس بات سے ڈرتے بھی بہت ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے کہ بلڈ پریشر سے روزانہ ہزاروں آدمی مرتے ہیں لیکن اس کی طرف توجہ نہیں دی جاتی یا کم از کم اتنی توجہ نہیں دی جاتی جتنی کلاشنکوف کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔

پس آپ احتیاط کریں۔ سادہ غذا کھائیں۔ موٹاپے سے بچیں۔ سیر کریں پریشان نہ ہوں اور غصے کی حالت بھی پیدا نہ ہونے دیں۔ یہ سب باتیں آپ کے اپنے اختیار میں ہیں اگر آپ ان کا خیال رکھیں تو یقیناً آپ بلڈ پریشر جیسے موذی مرض سے بچے رہیں گے یا کم از کم اس کی وجہ سے کوئی ایسی علامات ظاہر نہیں ہونگی جنہیں قاتل کہا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت سے رکھے۔

(ن-س)

○○○

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

شمالی کوریا کی حکومت اور امریکہ

دنیا کے بیشتر ممالک سے کمیونزم کا نظام ختم ہو جانے کے باوجود شمالی کوریا میں یہ نظام اپنی سخت روایات کے ساتھ بدستور جاری وساری ہے۔ کہنے کو تو چین میں بھی کمیونسٹ نظام باقی ہے لیکن وہاں پر کمیونزم میں سرمایہ دارانہ نظام کے اتنے اجزاء شامل کر لئے گئے ہیں کہ کمیونزم کے نظام کی غلطیوں اور تلخیوں کو بہت حد تک کم کر دیا گیا ہے۔

امریکہ کے ماضی کے سربراہان مملکت اور حکومتیں مل جل کر اس نظام کے خاتمے کی کوششیں کرتی رہی تھیں لیکن کمیونزم کو ختم کرنے میں کامیابی اس وقت ہوئی جب سابق سوویت روس کے سربراہ مملکت مسٹر گورباچوف نے اس نظام کی صف لپیٹنے کا اعلان کر دیا۔

اب ان ممالک میں سے شمالی کوریا وہ اہم ملک ہے جو کمیونزم کی روایات کو سینے سے لگائے ہوئے ہے لیکن امریکہ کے ایک فوجی کمانڈر نے یہ اعلان کیا ہے کہ شمالی کوریا کی کمیونسٹ حکومت کا اچانک خاتمہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے مفاد میں نہیں ہے۔ وائس آف امریکہ کے مطابق انہوں نے کہا کہ امریکہ شمالی کوریا کے صدر کے ساتھ مل کر حالات کو کنٹرول کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ کسی قسم کی پر تشدد مہم کا آغاز نہ ہونے پائے۔

ooo

برما کی لیڈر کو مصالحت کی پیشکش

موجودہ دور میں جمہوریت کے قیام کے لئے سب سے زیادہ قربانیاں کرنے والی کوئی شخصیت ہے تو وہ برما کی خاتون لیڈر مادام آنگ سان سوچی ہیں۔ برما میں مسلسل کئی سال سے فوجی حکومت کا قیام اور مادام سوچی کی طویل نظر بندی۔ اس نظر بندی سے رہائی کے بعد بھی حکومت کی طرف سے ان کو دھمکیاں اور ان کی جان کو لاحق خطرات ایسے امور ہیں جن کا پامردی سے مقابلہ کرنے کا سہرا مادام سوچی کے سر ہے۔ اب برما کی نیشنل لیگ فار ڈیموکریسی سے نکالے گئے دو اراکین نے ان سے کہا ہے کہ وہ برما کی حکمران جنتا سے صلح کر لیں۔ اور اس کی علامت کے طور پر سرکاری سرپرستی میں ہونے والے کنونشن میں شریک ہو جائیں۔ بظاہر بہت کم ارکان ہے کہ مادام سوچی فوجی حکمرانوں کے ساتھ صلح کر لیں کیونکہ اس صلح کا مطلب جمہوریت کے اصولوں سے دستبرداری ہوگا۔

ooo

طالبان کی مزید پیش قدمی

افغانستان میں طالبان کی پیش قدمی بتاتی ہے کہ شاید وہ جلد یا بدیر پورے ملک کا کنٹرول سنبھال لیں گے۔ خبروں میں بتایا جا رہا ہے کہ کابل کے حکمران طالبان نے شمالی علاقہ جات میں اپنی پیش قدمی جاری رکھی ہے۔ اور شیخ علی نامی قصبے پر قبضے کر لیا ہے۔ اور اب وہ صوبہ بامیان پر دستک دینے جا رہے ہیں۔ طالبان نے ہروان صوبے میں پرسا پر قبضہ کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ گزشتہ روز وادی گویلند کے ملحقہ علاقے پر قبضہ کے بعد طالبان کا رخ مزار شریف کی طرف تھا جو تاجک مجاہدین کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اور اس وقت تاجک لیڈر عبدالرشید دوستم ہی افغانستان کی حکومت کی مخالف بڑی طاقت ہیں۔ لگتا تو یوں تھا کہ طالبان کسی بھی وقت مزار شریف پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ مگر گزشتہ روز صورت حال اس وقت اچانک بدل گئی جب طالبان نے مزار شریف کی بجائے سرحدی صوبہ بامیان کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ جس پر دوستم کے اتحادی شیعہ حزب وحدت کا قبضہ ہے۔ امکان ہے کہ شیخ علی پر قبضہ کے بعد اب طالبان بامیان پر قبضہ کرنے کی بھی کوشش کریں گے۔

طالبان کی تازہ ترین کامیابیوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنی پشت اور اطراف کو مضبوط اور محفوظ بنائے بغیر دوستم کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ نہیں کریں گے۔

دریں اثناء طالبان کی فوج شمال میں جنرل دوستم کے علاقے کی طرف پیش قدمی کر رہی ہے۔ طالبان نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے کابل کے شمال مغرب میں شکالی اور سوری پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور دوستم کی فوج کو اہم فضائی اڈے سے بھی نکال دیا ہے۔

ooo

فلسطینیوں کی لبنان میں آباد کاری

فلسطینی صدر مسٹر یاسر عرفات نے کہا ہے کہ وہ لبنان میں رہنے والے چار لاکھ فلسطینیوں کی مستقل بنیاد پر آباد کاری کی مخالفت کریں گے۔ انہوں نے یہ تبصرہ گزشتہ روز روزنامہ النہار میں شائع ہونے والے ایک انٹرویو میں کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ فلسطینیوں کا صرف ایک وطن ہے اور وہ ہے فلسطین۔

ooo

بقیہ صفحہ 5

واسطی صاحب جو جیپ کو سٹارٹ رکھے ہوئے تھے انہوں نے آواز دی کہ فوری طور کہ جلدی آؤ تا بھاگیں تا ایسا نہ ہو کہ ہاتھی جیپ کے پیچھے پڑ جائے۔ چنانچہ فوٹو وغیرہ بھول کر جیپ میں بیٹھ کر بھاگ نکلے بعدہٗ یہ معلوم ہوا کہ یہ ہاتھی مست یعنی پاگل تھا اور اپنی مستی میں مست بیٹھا تھا اور جب وہ دوڑا تو راستہ میں چار آدمیوں کو مار دیا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس کو دیکھنے اور اس سے محفوظ رہنے میں ہماری مدد کی۔ جب بھی یہ دن یاد آتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اپنے ڈرائیور واسطی صاحب کا بھی کہ انہوں نے نہایت پھرتی سے جیپ کو اتنی دور بھگایا کہ ہاتھی صاحب اس کا پیچھا نہ کر سکے۔

افریقہ میں ہاتھی اور بھینس کی دشمنی ضرب المثل ہے۔ اگر کسی کے خلاف بغض کینہ پیدا ہو گیا تو گھیر کر اور تاک میں بیٹھ کر نقصان پہنچائیں گے جنگلوں میں بھینسوں کو کئی کئی سو کی تعداد میں اکٹھے دیکھا جب یہ گروپ آرہا ہوتا ہے تو شیر بھی ان کو دیکھ کر ایک طرف ہو جاتا ہے کیونکہ اگر وہ ان کے نرغے میں آگیا تو بھینسیں اس کو ٹکریں مار مار کر ختم کر دیں گی۔ ایک جنگل میں پتھری کی روڑی بنانے کے لئے لوگوں نے گھاس پھوس کا گاؤں بنایا ہوا تھا۔ ایک دن دوپہر کے وقت وہاں پہنچا اور کھانا کھایا۔ کھانا تو ہمارے ایک پٹھان دوست نے پکایا تھا جو بہت مزیدار تھا لیکن آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ ہمارا ڈائننگ گھاس (ٹیبل کے بجائے گھاس تھا) کے ارد گرد چند گز کے فاصلہ پر ہاتھی زیبرے بھینس گائے اور ہرن ادھر ادھر سینکڑوں کی تعداد میں گھوم پھر رہے تھے۔ ڈر تو شروع میں بہت محسوس ہوا لیکن بھوک کی بھی شدت تھی اس لئے ڈر بھول کر بھوک کو مٹانے میں مصروف ہو گئے۔ افریقن دوست جنہوں نے رہنے کے لئے جھونپڑیاں بنائی ہوئی تھیں ان سے دریافت کیا کہ ہاتھی وغیرہ تنگ تو نہیں کرتے؟ وہ کہنے لگے کہ بسا اوقات ہاتھی گھاس کھاتے کھاتے جھونپڑیوں میں آجاتے ہیں اور ہم گھاس کو آگ لگا کر ان کے سونڈوں کے آگے کر دیتے ہیں جس سے وہ ڈر کر چنگھاڑتے ہوئے بھاگ جاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم بھی اسی جنگل کے باسی ہیں جس میں ان کی رہائش ہے اور ہم ایک دوسرے سے مانوس ہیں۔ نہ وہ ہمیں نقصان پہنچاتے ہیں اور نہ ہی ہم اپنا دشمن بنانے کے لئے انہیں نقصان پہنچانے کی نیت رکھتے ہیں اور ہمارے معاملات نیک نیتی اور باہمی تعاون پر مبنی ہیں۔

ooo

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

جمعرات 13- فروری 1997ء

12-00 رات۔ جرمن پروگرام۔
1-00 اردو کلاس (نیا)۔
2-00 المائدہ بریانی
3-00 نیچرل کیور ہومیو پیتھی کلاس
4-00 عربی زبان سیکھئے
4-30 عربی پروگرام قصیدہ نظم
4-55 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
5-00 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
5-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (دوبارہ)
6-00 لقاء مع العرب
7-00 سیرت رفقا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت بابو قاسم دین صاحب (دوبارہ)
8-00 (صبح) اردو کلاس (دوبارہ)۔
9-00 عربی زبان سیکھئے
9-30 عربی پروگرام۔قصیدہ نظم
10-00 نیچرل کیور ہومیو پیتھی کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (دوبارہ)
10-55 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
11-00 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
11-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ (دوبارہ)
12-00 دوپہر سندھی پروگرام خطبہ۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (95-5-5) (دوبارہ)
1-00 المائدہ بریانی (دوبارہ)
1-45 لقاء مع العرب۔ (دوبارہ)
2-50 اردو کلاس۔ (دوبارہ)۔
3-50 بنگالی پروگرام۔
4-55 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
5-00 تلاوت حدیث خبریں
5-30 ڈچ زبان سیکھئے
6-00 چینی پروگرام (۔) اصول کی فلاسفی
7-00 نیچرل کیور ہومیو پیتھی کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع
8-00 کوئز پروگرام
8-30 الزامات کے جوابات از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (94-4-28) حصہ اول
9-00 لقاء مع العرب۔ (نیا)
10-00 بوسنین پروگرام۔
10-55 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
11-00 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
11-30 چلڈرنز کارنر۔

جمعہ 14- فروری 1997ء

12-00 رات۔ جرمن پروگرام۔
1-00 اردو کلاس (نیا)۔
2-00 بزم مشاعرہ شان کلام الٰہی از نظارت تعلیم کلام الٰہی ربوہ
3-00 نیچرل کیور ہومیو پیتھک کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (دوبارہ)
4-00 ڈچ زبان سیکھئے
4-55 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
5-00 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
5-30 چلڈرنز کارنر۔
6-00 لقاء مع العرب (دوبارہ)
7-00 کوئز پروگرام (دوبارہ)
7-30 صبح۔ الزامات کے جوابات از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (94-4-28) (دوبارہ)
8-00 (صبح) اردو کلاس (دوبارہ)۔
9-00 ڈچ زبان سیکھئے (دوبارہ)
10-00 نیچرل کیور ہومیو پیتھی کلاس از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (دوبارہ)
10-55 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
11-00 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
11-30 چلڈرنز کارنر۔
12-00 دوپہر پشتو پروگرام
1-00 بزم مشاعرہ شان کلام الٰہی از نظارت تعلیم کلام الٰہی ربوہ
2-00 لقاء مع العرب۔ (دوبارہ)
3-00 اردو کلاس۔ (دوبارہ)۔
3-50 بنگالی پروگرام۔
4-55 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
5-00 تلاوت حدیث خبریں
5-30 درود شریف اور نظم

6-00 خطبہ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بیت الفضل لندن یوکے (97-2-14)
7-15 ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع اردو بولنے والے احباب کے ساتھ 97-2-14
8-15 بیت بازی سرگودھا بمقابلہ کراچی
9-00 لقاء مع العرب۔(نیا)
10-00 سواحیلی پروگرام۔
10-55 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
11-00 تلاوت-حدیث-خبریں۔
11-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

OOO

اطلاعات و اعلانات

سانحہ ارتحال

O محترم محمد جمال صاحب ابن مکرم خدا بخش صاحب آف جمال بیکری گول بازار ربوہ حال مقیم جاپان مورخہ 25 جنوری 1997ء جاپان میں ہارٹ ٹیک ہونے کی وجہ سے بعمر 60 سال وفات پا گئے۔ ان کا جنازہ ٹوکیو میں مکرم امیر صاحب جاپان نے پڑھایا ان کی میت پاکستان 27 جنوری کو ربوہ پہنچی اور 28 جنوری کو احاطہ صدر انجمن میں محترم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نے جنازہ پڑھایا اور قبرستان عام میں تدفین ہوئی قبر تیار ہونے پر محترم مولانا جلال الدین قمر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے دعا کروائی اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے۔

O مکرم شیخ حمید اللہ صاحب (سفینہ والے) فیصل آباد بوجہ ہارٹ اٹیک 27 دسمبر 96ء فیصل آباد میں بعمر 63 سال وفات پا گئے۔ محترم چوہدری غلام دستگیر خاں صاحب امیر جماعت ضلع فیصل آباد نے جنازہ پڑھایا اس کے بعد اسی شام عام قبرستان میں تدفین پر محترم مولوی محمد دین صاحب مربی سلسلہ نے دعا کرائی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے اور سب لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

O محترمہ کریم بی بی زوجہ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب آف چک نمبر 108 ج۔ب تکونڈی فیصل آباد حال دار العلوم وسطی ربوہ مورخہ 97-1-25 کو عمر تقریباً 95 سال وفات پا گئی آپ حضرت چوہدری کوڑا صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بڑی بہو تھیں۔ اگلے روز 97-1-26 بیت المہدی میں بعد ظہر جنازہ ادا کیا گیا۔ اور قبرستان عام ربوہ میں تدفین ہوئی اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے۔

دعائے نعم البدل

O مورخہ 97-1-26 کو عزیز اسد منیر ابن منیر احمد طارق صاحب آف چک 39 ڈی بی ضلع خوشاب مختصر سی علالت کے بعد بعمر 5 ماہ وفات پا گیا۔ اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل اور نعم البدل سے نوازے۔

گمشدہ اشیاء

O۔ ایک عدد کانٹا جھمکہ والا طلائی
O لاکٹ طلائی وزن تقریباً (6 ماشہ)

جس صاحب کو ملے براہ مہربانی صدر صاحب عمومی کے دفتر پہنچا دیں۔

صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ

اعلان داخلہ برائے پریپ کلاس

O 1۔ نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سیکشن میں پریپ کلاس کا داخلہ ٹیسٹ وانٹرویو برائے طلباء و طالبات مورخہ 17۔اپریل 1997ء بروز اتوار بوقت نو بجے تا ایک بجے ہوگا۔

2 داخلہ فارم بمعہ برتھ سرٹیفکیٹ نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سیکشن کے دفتر میں مورخہ 30 مارچ 1997ء تک جمع کروائے جائیں۔

3 کوئی داخلہ فارم برتھ سرٹیفکیٹ کے بغیر نہیں لیا جائے گا۔

4 Prep کلاس کے لئے طلباء وطالبات کی عمر ساڑھے چار تا ساڑھے پانچ سال تک لازمی ہے پریپ کلاس کا سلیبس مندرجہ ذیل ہے۔

انگلش

Small and Capital Complete Alphabets Aa to Zz

کا تحریری اور زبانی ٹیسٹ ہوگا۔ علاوہ ازیں ہر Letter سے شروع ہونے والے تین تین Word زبانی یاد ہونے چاہئیں۔ مثلاً

A= Apple Ant Aunt

B= Baby Boy Ball

اردو الف سے ے تک حروف تہجی کا تحریری اور زبانی ٹیسٹ ہوگا

حساب 1 to 10 counting کا تحریر اور زبانی ٹیسٹ ہوگا۔

قاعدہ (-) صفحہ نمبر 1 تا صفحہ نمبر 12 تک عربی تلفظ کے ساتھ سنا جائے گا۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سیکشن ربوہ).

ضرورت خواتین ٹیچر

O نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سیکشن میں پڑھانے کے لئے خواتین ٹیچرز کی ضرورت ہے ایسی خواتین جو اکیڈمی پڑھانے کی خواہش مند ہوں وہ اپنی درخواستیں چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن دفتر نظارت تعلیم میں فوری طور پر بھجوائیں۔

انگلش - ایم اے انگلش / بی اے انگلش لٹریچر B.Ed ہو تو بہتر ہے۔

سائنس ٹیچر- ایم ایس سی - زوآلوجی / باٹنی / کیمسٹری / بیالوجی / فزکس۔ بی ایس سی / فزکس / کیمسٹری / ریاضی / کیمسٹری / زوآلوجی / باٹنی۔ B.Ed ہو تو بہتر ہے۔

(چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن- ربوہ)

OOO

واقفین نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت وتندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہوکر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

وحید احمد ابن عبد الحمید
قلعہ کالروالہ ضلع سیالکوٹ

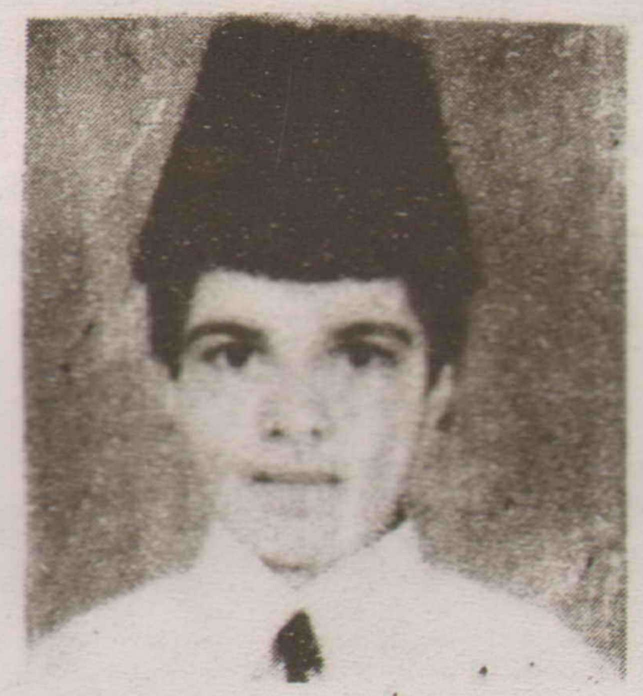
عطاء المنعم ابن رانا وسیم احمد
قلعہ کالروالہ ضلع سیالکوٹ

عثمان غنی ابن محمد اشرف
قلعہ کالروالہ ضلع سیالکوٹ

ریحان احمد ابن امتیاز احمد
چک 117 چھور ضلع شیخوپورہ

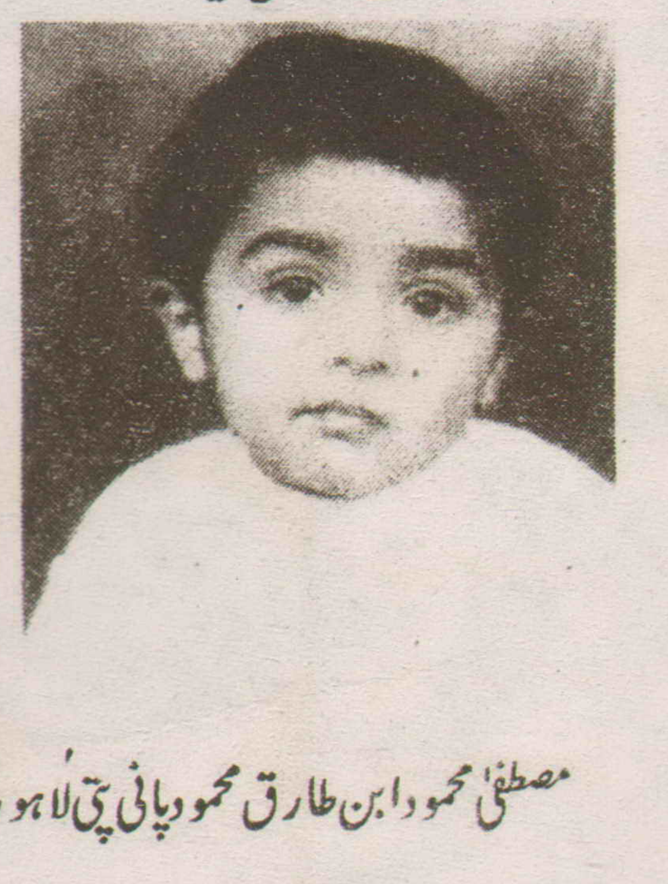
مصطفیٰ محمود ابن طارق محمود پانی پتی لاہور

عدنان شاکر ابن عبد المنان شاکر کراچی

بجیل احمد ابن نعیم احمد طاہر
قلعہ کالروالہ ضلع سیالکوٹ

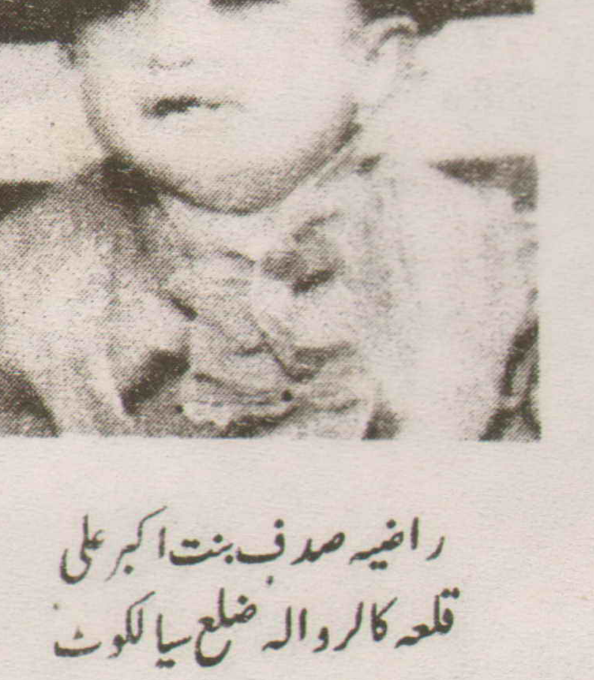
راضیہ صدف بنت اکبر علی
قلعہ کالروالہ ضلع سیالکوٹ

زوار احمد ابن ناصر احمد وزیر آباد

خبریں

ربوہ : 12 - فروری-1997ء
درجہ حرارت کم ازکم 9 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 19 درجے سنٹی گریڈ

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ بے نظیر دھاندلی کے ثبوت پیش کریں۔ صوبوں میں اقتدار کی منتقلی 18- فروری سے شروع ہوگی۔ پہلے پنجاب کی باری آئے گی۔ نواز شریف سے تعلقات آئین کے دائرے میں ہوں گے۔ قوم نے الیکشن کے نتائج تسلیم کرلئے ہیں۔ غیر ملکی مبصرین نے بھی انتخابات کو منصفانہ قرار دیا۔ اس سے ہارنے والے چند لیڈروں کے دھاندلی کے الزامات بے وقعت ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ بعض لوگ فوج کے مثبت انتظامات پر پتہ نہیں کیوں تنقید کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے الیکشن سٹی میں ٹرن آوٹ 26 تا 27 فیصد کے اعداد و شمار دوپہر تک کی اطلاعات کی بناء پر دیئے تھے بعد میں یہ 35 فیصد ہو گیا جو پچھلے الیکشن سے 5 فیصد کم ہے۔ کمی کی وجہ سے رمضان کا مہینہ اور سردی کا موسم تھا۔

○ نگران وزیر اعظم ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ آٹھویں ترمیم ختم نہیں ہونی چاہئے۔ نئی حکومت نے احتساب نہ کیا تو قوم بدظن ہو جائے گی عوام نے اپنا فرض ادا کیا اب آنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ قومی خزانے سے لوٹے گئے کھربوں روپے قوم کو واپس دلائیں۔

○ جھنگ کی پولیس چوکی کھیوہ پر دیہاتیوں نے حملہ کر دیا۔ پولیس کی فائرنگ سے ایک شخص ہلاک ہو گیا۔ مشتعل مظاہرین نے ہیڈ کانسٹیبل کو مار کر آگ لگادی۔ ایک ملزم کے ورثاء جھنگ پولیس کی کھیوہ چوکی آئے تو ملزم غائب تھا۔ انہیں شبہ ہوا کہ پولیس نے تشدد کرکے اسے ہلاک کر دیا ہے۔ پولیس نے اصرار کیا کہ ملزم فرار ہو گیا ہے۔ بات پھیلنے پر لوگ چوکی کے باہر آ کر جمع ہو گئے۔ مظاہرین نے پولیس چوکی اور ایک پرائیویٹ کار کو آگ لگادی پولیس فائرنگ سے ایک دیہاتی کی ہلاکت کے علاوہ 5 زخمی ہو گئے۔

○ لاہور میں عید کے روز سات خون ہوئے۔ عید پر بچوں کی فرمائش پوری نہ کرسکنے والے بیمار محنت کش نے خود کو زندہ جلالیا۔ بیوی بھی زخمی ہو گئی۔ مقدمہ بازی کی رنجش پر مخالف کے گھر میں گھس کر اندھا دھند فائرنگ کردی گئی جس سے میاں بیوی اور ان کا بیٹا ہلاک ہو گئے۔

○ کٹھیالہ شیخاں میں ماں نے تین بچوں کو زہر دے کر ہلاک کر دیا اس کے بعد گھر کو آگ لگا کر خودکشی کرنے کے لئے نہر میں کود گئی مگر اسے بچالیا گیا۔ ملزمہ کا نندوں کے ساتھ جھگڑا رہتا تھا۔ یہ واقعہ عید الفطر کے دن پیش آیا۔

○ لاہور میں ڈکیتیوں کی وارداتوں میں ملزم لاکھوں روپے کے زیورات قیمتی سامان اور دو گاڑیاں لے اڑے۔

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل جہانگیر کرامت نے نواز شریف کے گھر پر ان سے طویل ملاقات کی۔

○ بے نظیر بھٹو کے گھر واقع نوڈیرو میں پولیس نے چھاپہ مارا اور ان کے ملازم ارشاد احمد کو گرفتار کرکے لے گئی۔ بے نظیر بھٹو نے اسے سیاسی انتقام قرار دیا ہے۔

○ شانتی نگر میں عیسائیوں کی بستی نذر آتش ہونے پر ڈی ایس پی خانیوال کو معطل کر دیا گیا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ہم نے منصوبہ بنالیا ہے۔ اس کے تحت پہلے مخدوم امین فہیم کے صاحبزادے کو وزیر اعلیٰ سندھ بنایا جائے گا۔ بعد میں مخدوم امین فہیم ایک نشست سے انتخاب لڑ کر وزیر اعلیٰ بن جائیں گے۔ انہوں نے لانڈھی جیل کراچی میں اپنے خاوند سے 5 گھنٹے ملاقات کی۔ ان کے بچے اور آصف زرداری کی دو بہنیں بھی ہمراہ تھیں۔ بے نظیر نے کہا کہ میں انتخابات کا بائیکاٹ کرنا چاہتی تھی اور سپریم کورٹ سے درخواست واپس لینا چاہتی تھی لیکن میری پارٹی نے مجھے ایسا نہیں کرنے دیا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ مجھے اس لئے ہرایا گیا کہ میں اور میرے اتحادی سڑکوں پر نکل آئیں مگر میں کسی کی گیم کھیلنے کو تیار نہیں۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف نے بھارت سے دوستی کی بات کی ہے اب وہ دوستی کرکے دکھائیں۔

○ میاں نواز شریف نے کہا ہے کہ فوج کے بجٹ پر نظرثانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ اب پاور فل وزیر اعظم آیا ہے۔ اب صدر، فوج یا انٹیلی جنس میں سے کوئی اس پر دباؤ نہیں ڈال سکے گا۔

○ متوقع وزیر اعظم میاں نواز شریف نے نماز عید اتفاق مسجد میں ادا کی پولیس اہلکاروں نے ان کو اپنے گھیرے میں لئے رکھا۔ انہوں نے معذور مردوں اور عورتوں کی امداد کی۔ کچھ کارکنوں اور بزرگ خواتین نے نواز شریف کو چوما۔ بعض لوگوں نے درخواستیں پیش کیں۔

○ کراچی میں ہولناک آتشزدگی سے ایک ہی خاندان کے 4- افراد سمیت 6 ہلاک اور 11 زخمی ہو گئے۔ جنوبی کراچی کے علاقے رنچھوڑ لائن میں ایک رہائشی بلڈنگ میں دوسری منزل پر اچانک آگ بھڑک اٹھی۔ عمارت کے باہر کھڑی کار اور دو موٹر سائیکلیں بھی جل گئیں۔ فائر بریگیڈ کی 12 گاڑیوں نے 5 گھنٹوں کی جدوجہد سے آگ پر قابو پایا۔ آگ بجلی کی تاروں میں خرابی سے لگی۔

○ اگوکی کے تھانہ کوٹلی لوہاراں کے گاؤں دھنی چند میں زمین کے تنازعہ پر ایک ہی خاندان کے چار افراد کو عید سے قبل قتل کر دیا گیا۔ ملزم لاشوں پر بھنگڑا ڈال رہے تھے کہ مرنے والوں کی بہن نے ان پر فائرنگ کر دی جس سے ایک ملزم ہلاک ہو گیا۔

○ تونسہ بیراج میں کشتی الٹنے سے 6- افراد ڈوب گئے۔ بدقسمت افراد عید پر پکنک منانے آئے تھے۔ سیر کے دوران تیز رفتاری سے موڑ کاٹتے ہوئے کشتی الٹ گئی۔ 14- افراد کو ملاحوں نے بچالیا۔

○ چشتیاں سے فیصل آباد جانے والی بس کو لوٹ لیا گیا۔

○ بلوچستان کے سیاستدانوں کی عید صوبائی حکومت بنانے کے لئے جوڑ توڑ میں گزری۔ مینگل اور مگسی کا کہنا ہے کہ مسلم لیگ کا بلوچستان حکومت میں شریک ہونا ضروری ہے بلوچستان نیشنل پارٹی کے چیف آرگنائزر سردار عطاء اللہ مینگل نے کہا کہ نواز شریف مثبت سوچ کے مالک اور وسیع النظر ہیں۔ یہ خوبیاں دوسرے مسلم لیگیوں میں نہیں۔ سردست جو صورت حال بن رہی ہے اس کے مطابق مسلم لیگ کے جام یوسف کے وزیر اعلیٰ بننے کے امکانات روشن ہیں۔

○ مشرقی پنجاب میں اکالی دل نے انتخاب جیت لیا۔ پرکاش سنگھ بادل وزیر اعلیٰ ہوں گے۔

○ سپاہ صحابہ کے مولانا اعظم طارق کو دوبارہ گرفتار کرکے لاہور پہنچا دیا گیا ہے ان کو الیکشن میں حصہ لینے کے لئے پیرول پر رہا کیا گیا تھا وہ اپنی دونوں نشستوں سے ہار گئے۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ ہم دیکھیں گے کہ نواز شریف کا رخ مکہ کی طرف ہے یا واشنگٹن کی طرف۔ پھر ساتھ دیں گے یا یلغار ہو گی۔

○ امریکی رسالہ ٹائم نے پاکستان کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ نواز شریف کو صدر سے تعلقات درست رکھنے میں مشکلات پیش آسکتی ہیں۔ طاقتور صدر کے ساتھ تصادم میں انہیں بے نظیر کے تعاون کی ضرورت ہو گی۔ ٹائم نے پاکستان کے ایک اخبار کا یہ تبصرہ نقل کیا ہے کہ "نواز شریف اور بے نظیر بھٹو دونوں پاکستان میں عدم استحکام کے ذمہ دار ہیں۔"

○ تعاقب کرنے والی کار پر ڈاکوؤں کی شدید فائرنگ سے 3 نوجوان ہلاک ہو جانے سے سرائے عالمگیر میں صف ماتم بچھ گئی۔

○ عید پر فیصل آباد میں چھ قتل ہوئے۔ باپ نے بیٹے کو اور خاوند نے بیوی کو ہلاک کر دیا۔

○ نگران وزیر اعظم ملک معراج خالد نے عید اپنے گاؤں موضع چاہل میں اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ گزاری۔ اگلا دن انہوں نے لاہور میں گزارا اور پھر اسلام آباد چلے گئے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو مرتضیٰ کیس میں 22- فروری کو ٹریبونل میں بیان قلمبند کرائیں گی۔

○ ایم کیو ایم کے الطاف حسین نے کہا ہے کہ سندھ کی وزارت اعلیٰ ایم کیو ایم کا حق ہے۔ سندھی خیر سگالی کے جذبے کے تحت مہاجر وزیر اعلیٰ کی حمایت کریں۔

○ پولیس تھانہ منڈی بہاؤالدین نے عیدی وصول کرنے کے لئے ٹرک ڈرائیور کو الٹا لٹکایا اور مار مار کر ہلاک کر دیا۔ سب انسپکٹر اور دو کانسٹیبلوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

○ نگران وزیر اعلیٰ پنجاب میاں افضل حیات نے کہا ہے کہ الیکشن شفاف ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ میرا بھائی اور صدر کا بیٹا الیکشن ہار گئے ہیں۔

احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ
اقصیٰ چوک ربوہ
دانتوں کا معائنہ
مفت
ڈینٹسٹ بشارت احمد
4-30 تا 6-30 شام

تیسرے جدید اور روایتی زیورات
میاں انوار گولڈ سمتھ
نزد الائیڈ بنک اکرام مارکیٹ اقصیٰ روڈ
ربوہ
فون: 213100

طب یونانی کا مایہ ناز ادارہ
جس کی 100٪ خالص مفید اور موثر ادویات
اب ہماری برانچ اسلام آباد میں بھی دستیاب ہیں
جہاں ہر ماہ کی 20 تا 24 تاریخ کو
حکیم بشیر احمد ایم اے فاضل الطب و الجراحت
مریضوں کا معائنہ کرتے ہیں
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
ہیڈ آفس: گولبازار ربوہ
فون: 211536
برانچ: K-2 پلازہ
مرکز I-9 اسلام آباد
تریاق اٹھراء
مرض اٹھراء کی مفید گولیاں
نور نظر
اولاد نرینہ کی مشہور عالم گولیاں
اکسیر معدہ
ہاضمے کا بہترین چورن
قند شفاء
جوشاندے کا انسٹنٹ پوڈر
نور کاجل
آنکھوں کی صحت و خوبصورتی کیلئے
نور ابٹن
چہرے و بدن کی خوشبو حفاظت کیلئے
نور آملہ
بالوں کی صحت کیلئے
خورشید ہیئر آئل
ایک حیرت انگیز تحقیق